مولانا قاری عبدالستار حقانی

قسط ۳

عصمتِ انبیاء علیہم السلام

دائمی حضوری "عینان تنامان والقلب یقظان" کے مصداق انبیاء علیہم السلام کی صفاتِ کاملہ میں سے ایک صفت دائمی حضوری بھی ہے، جو تنہا ان کی عفت وعصمت کے لئے کافی ووافی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے افرادِ انسانی کی حضوری میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور آسکتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان سے صدورِ معصیت کا امکان باقی رہتا ہے۔ لیکن حضرات انبیاء کرام کی دائمی حضوری میں سرِ مو فرق کا بھی امکان نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے عالمِ رؤیا کے تمام امور وحی شمار ہوتے ہیں اور ان کی نیند کے علوم بھی بیداری کے علوم کی حقیقت رکھتے ہیں۔ "لقد صدقت الرؤیا" اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے اور یہ تاجِ شہوار، ان کے سر کی پھبن ہے۔ ان کی نیند چونکہ بیداری کا حکم رکھتی ہے اسی لئے یہ ان کے لئے ناقضِ وضو نہیں ہوتی۔ اسی دائمی حضوری کی وجہ سے کسی وقت بھی تغافل و تساہل کا شکار نہیں ہوتے اور ہمیشہ ذاتِ اقدس سے ان "نفوسِ قدسیہ" کا لگاؤ رہتا ہے۔ ان حالات میں گناہ کا صدور کس وقت ہو سکتا ہے؟ صلی اللہ علیہم اجمعین!

عوارضِ طبعیہ سے حفاظت انسانی طبعی عوارض میں سے ایک احتلام ہے جو عموماً شیطان کی چابک دستی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ حدیث میں بھی ہے:

"انما احتلام من الشیطان"

کہ احتلام کا سبب شیطانی خواب ہوتا ہے"

لیکن انبیاء علیہم السلام کے اس طبعی عارضہ کی بھی حفاظت کی گئی ہے۔ اس حقیقت کو زبانِ نبوت اس طرح بیان کرتی ہے :

"ما احتلم النبی قط"

"کہ کسی نبی کو احتلام نہیں ہوتا"

ذرا ٹھنڈے دل سے اس حکم کی حقیقت پر غور کریں اور اندازہ لگائیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو شیاطین سے کتنا دور رکھا گیا ہے کہ طبعی عوارض میں بھی شیطان کے اثرات سے کسقدر دور رکھے جاتے ہیں۔

وسیلۂ راہنمائی نماز پنج گانہ میں نمازی "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" کی تلاوت کرتا ہوا خدا کے حضور دست بدعا ہوتا ہے کہ خدایا مجھے منعم علیہم کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ باتفاق مفسرین اس جگہ "منعم علیہم" سے مراد وہی "نفوسِ قدسیہ" ہیں جن کو "انبیاء علیہم السلام" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اگر ان سے معاذ اللہ صدورِ گناہ ممکن ہوتا تو گویا "مصلی" اپنے لئے بھی صدورِ معصیت کی دعا کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات "لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" کے عین خلاف ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ارتکابِ گناہ سے بری ہیں۔ تبھی تو ان کے راستہ پر چلنے کی دعا کی جا رہی ہے اور ان کی زندگی تمام بندگانِ خدا کے لئے وسیلۂ راہنمائی ہے۔ اگر ان سے دانستہ صدور گناہ ہو سکتا ہو تو تمام معاملہ ہی چوپٹ ہو جاتا ہے۔

ذریعۂ نجات باتفاق امتِ مسلمہ حضرات انبیاء علیہم السلام سب کے سب اپنی امتوں کے لئے شفیع اور سفارشی ہوں گے۔ مقامِ غور ہے کہ جو خود ارتکابِ معاصی سے مجرموں کے زمرہ میں ہو کیا وہ شفاعت کے قابل اور سفارش کرنے کے لائق ہو سکتا ہے؟ یقیناً نہیں! تو لامحالہ ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء کرام گناہ تو کجا، گناہ کا ارادہ بھی نہیں کر سکتے تا کہ قیامت کے دن شفاعت کر کے ہم جیسے سیاہ کاروں کے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوں۔

خواص طبعی : قدرت نے ان "نفوسِ قدسیہ" کے وجود مبارک میں ابتدائی اور

پیدائشی طور پر اہلِ جنت کے خواص ودیعت کر رکھے ہیں۔ لہٰذا نہ جنتی جنت میں ذاتِ اقدس کی معصیت کے مرتکب ہوں گے اور نہ انبیاء علیہم السلام سے صدورِ گناہ ممکن ہے۔

تعلق تلمیذ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ بالعموم تلمیذ عزیز پر اپنے معلم و مربی کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ اسی قاعدہ کی بنا پر بچہ اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ ان کی گفت و شنید کی نقالی کرتا ہے، والدین کی حرکات و سکنات بچے کے وجود کو متاثر کرتی ہیں۔ بنابریں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جس کا معلم . . . اشتغالِ معاصی اور جس کا مربی ارتکابِ مناہی سے محفوظ نہیں، وہ خود بھی اپنے دامن کو غبارِ عصیاں سے نہیں بچا سکتا، لیکن اس کے برعکس ان حضرات انبیاء علیہم السلام کا معلم و مربی خالقِ کائنات اور عالم غائبات ہے اس لئے ان حضرات سے صدورِ گناہ کا تصور کرنا بھی گناہ ہے۔

مطاعِ عمومی: فرمانِ خداوندی ہے:

"وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"

یعنی "ہمارا انبیاء اور رسل بھیجنے سے منشا یہ ہوتا ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے" گویا رسول ہر حیثیت سے "مطاع باذن اللہ" ہوتا ہے۔ اگر ان کے افعال و اقوال میں معصیت کا احتمال ہو تو آیت مذکورہ کے لحاظ سے لازم آتا ہے کہ وہ اس پہلو سے بھی "مطاع باذن اللہ" ہوں۔ اس لازمہ کو تسلیم کرنے سے صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہی مجروح نہیں ہوتی بلکہ تمام نظامِ کائنات ہی دھڑام سے نیچے آگرتا ہے۔ کیونکہ ان حضرات کے بھیجنے کی غرض و غایت، تصفیۂ باطن اور تزکیۂ قلب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم کی دعا کے ذکر میں ارشاد ربانی ہے:

"ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیاتك ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم . . ." (البقرۃ)

کہ اے اللہ ان لوگوں میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات پڑھے، انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے"

پس کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ یہ حضرات گناہ سے پاک ہوتے ہیں! (باقی)